سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۲۳

قلبِ عارف کی آہ و فغاں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲۳

شاہی مسجد لاہور اور مغل بادشاہ جہانگیر کے مقبرے پر کیا گیا
عظیم الشان وعظ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : قلبِ عارف کی آہ وفغاں

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۶ مارچ ۲۰۰۰ء بروز اتوار

مقامِ وعظ : بادشاہی مسجد لاہور، مقبرۂ جہانگیر لاہور

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر واشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

ناظم شعبۂ نشر واشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

پیش لفظ

مارچ ۲۰۰۰؁ء میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کا سفر فرمایا۔ ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۲۶ مارچ ۲۰۰۰؁ء اتوار کا دن حضرت والا کے اس سفر کا ایک عجیب و غریب دن تھا۔ اس روز حضرت والا کی پے در پے متعدد کرامات ظاہر ہوئیں اور اس دن حضرت والا نے اپنے رازِ دردِ دل کا عجیب انداز سے اظہار فرمایا۔

حضرت والا کے اس سفر کے دوران بنگلہ دیش سے حضرت والا کے خلفائے کرام مفتی روح الامین صاحب، مولانا اسماعیل کشور گنجی صاحب، مولانا عبد المتین صاحب، مفتی جعفر احمد صاحب، قاضی دلاور صاحب اور دیگر احباب حضرت والا کی صحبت سے مستفیض ہونے کراچی خانقاہ پہنچے اور یہاں سے حضرت والا کے لختِ جگر، نورِ چشم حضرت مولانا محمد مظہر صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ لاہور حاضر ہوئے۔

بنگلہ دیش کے ان احباب میں بعض ایسے نئے مرید بھی تھے جو بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کو تصوف کا اہم و لازمی جزو سمجھتے تھے، لیکن الحمد للہ! بعد میں حضرت والا کی صحبت کی برکت سے متبع شریعت و سنت ہوگئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے لاہور میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر حضرت والا نے فرمایا کہ میں ان کو خود اپنے ساتھ لے جاؤں گا، کہیں یہ وہاں ہونے والی بدعات میں شریک نہ ہوجائیں لہٰذا اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہاں ایسے وقت جائیں کہ اس وقت بدعات وغیرہ شروع نہ ہوتی ہوں۔ حضرت والا نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اپنے دو مشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاچکا ہوں۔ حضرت والا کے استفسار پر لاہور کے احباب نے بتایا کہ فجر کے فوراً بعد مزار پر بدعات کا سلسلہ شروع

نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگلے دن نمازِ فجر کے بعد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مع احباب ایک بڑے قافلے کی صورت میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔

لاہور میں حضرت کے میزبان جناب ڈاکٹر عبد المقیم صاحب، حاجی جہانگیر صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی میاں شفیق صاحب کی رائے کے مطابق حضرت کی گاڑی صدر دروازے کے بجائے دائیں طرف کے عام دروازے سے لگائی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی انوارات کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن وجمال اور وجاہت بھی خوب عطا فرمائی تھی، چہرۂ مبارک پر ذکر وعبادت، تقویٰ اور نسبت مع اللہ کے انوارات ہر ایک کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مزار کے صحن میں پہنچے تو سنہرے حاشیے والے سیاہ جبہ میں ملبوس حضرت والا کا سرخ وسفید نورانی چہرہ جو دیکھتا خود بخود حضرت والا کی جانب کھنچا چلا آتا تاکہ زیارت و مصافحہ کا شرف حاصل کرسکے اور حضرت کے احباب سے پوچھتا کہ یہ پیر صاحب کون ہیں؟ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ سرکار کا نام کیا ہے؟

حضرت والا اللہ تعالیٰ کی محبت کی عظیم الشان کیفیتِ جذب لیے مخلوق سے بے نیاز حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر گئے اور قرآنِ پاک کی چند سورتیں پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا، پھر مزار سے متصل مسجد کی صف اوّل میں حاضر ہوکر نمازِ اشراق ادا کی اور دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اس وقت حضرت والا پر ایسی عجیب وغریب کیفیت طاری تھی جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ دعا سے فارغ ہوکر حضرت جب واپس جانے لگے تو لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت والا گاڑی کی طرف جائیں گے لیکن حضرت والا جذب کے عجیب عالم میں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے دوبارہ حضرت علی ہجویری کی قبر مبارک کے پاس چلے گئے۔ اس دوران قبر کے اردگرد کافی مجمع اکٹھا ہوچکا تھا، لیکن حضرت والا کی کرامت تھی کہ جیسے جیسے حضرت آگے بڑھتے گئے مجمع پیچھے ہٹتا گیا اور راستہ خودبخود بنتا گیا یہاں تک کہ حضرت اور حضرت کے خدام بغیر کسی رکاوٹ کے مزار تک پہنچ گئے۔ اس وقت حضرت والا کے چہرۂ مبارک پر انوارات کی جو بارش ہورہی تھی وہ دیدنی تھی۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر پہنچ کر حضرت والا دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ حضرت والا جتنی دیر حضرت

علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر کھڑے رہے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ حضرت کے قریب آسکے۔ جب حضرت والا واپس ہونے لگے تو خدام نے حلقہ بنا کر حضرت کو گاڑی تک پہنچایا تاکہ حضرت مجمع سے جلد نکل جائیں۔

یہاں سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ لاہور کی شاہی جامع مسجد گئے، وہاں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کر کے مسجد کی محراب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت، معرفت اور نسبت پر عجیب و غریب بیان ارشاد فرمایا۔ بیان کے بعد شاہی مسجد کے خادم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ حضرت والا سے بیعت تھے اور کشمیر سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے شاہی مسجد میں موجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات والا حصہ کھول دیا، یہ حصہ عام طور پر بند رہتا ہے اور خاص خاص مواقع پر زیارت کے لیے کھولا جاتا ہے لیکن حضرت والا کی کرامت تھی کہ عین وقت پر خادم نے حاضر ہو کر اس حصے کو کھول دیا اور حضرت والا کی برکت سے تمام رفقا کو ان تبرکات کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔

شاہی مسجد سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مغل بادشاہ جہانگیر کے مقبرے پر پہنچے جو دریائے راوی کے دوسرے کنارے پر ہے۔ جب حضرت والا مع احباب مقبرے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابھی داخلے کا وقت نہیں ہوا۔ یہاں بھی حضرت والا کی برکت سے منتظم حضرات نے حضرت کے لیے قبل از وقت دروازہ کھول دیا۔ مقبرے کے چاروں طرف وسیع باغ ہے، درمیان میں مقبرے کی عمارت ہے، عام طور پر قبر والا حصہ مقفل رہتا ہے اور آنے والے لوگ جالی دار دروازوں کے باہر سے فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن حضرت والا کے لیے یہ دروازہ بھی کھول دیا گیا اور حضرت والا اور رفقا نے قبر کے بالکل قریب پہنچ کر فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا۔ اس کے بعد حضرت والا نے نہایت عجیب بات ارشاد فرمائی کہ مجھے اس بادشاہ کی قبر پر بڑے انوار معلوم ہو رہے ہیں، ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا عدل قبول فرمالیا ہے۔ پھر حضرت قبر کے احاطے سے باہر تشریف لائے، چبوترے کے اوپر اپنے صوفے پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی محبت و معرفت سے لبریز وعظ بڑے جوش و خروش اور ولولہ انگیز انداز میں بیان فرمایا۔

اس وعظ کے دوران تمام احباب زار و قطار رو رہے تھے۔ یہ وعظ عجیب و غریب کیفیات کا حامل تھا جس میں حضرت والا نے اپنے دل میں مولائے کائنات کی موجودگی کے وہ

راز افشاں فرمائے جو حضرت والا کے قلب مبارک کے نہاں خانوں میں پوشیدہ تھے۔ ایک موقع پر حضرت والا نے جوش وجذبہ کے عالم میں اللہ سے فریاد کی کہ یا اللہ! جو میرے دردِ دل کی قدر نہیں کرتا اس کو مجھ سے دور کر دے۔

زیر نظر رسالے میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے شاہی مسجد میں اور مقبرہ جہانگیر پر ہونے والے دونوں وعظ شامل ہیں جو حضرت کے دل سے نکلی آہ وفغاں کی خاص شان لیے ہوئے ہیں، اسی مناسبت سے اس وعظ کا نام "قلبِ عارف کی آہ وفغاں" تجویز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت والا کے دردِ دل کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرما کر حضرت کی آہ وفغاں کو تا قیامت سارے عالم میں نشر فرماتے رہیں اور اسے حضرت والا اور دین کے اس کام میں معاونت کرنے والوں کے لیے صدقۂ جاریہ بنا دیں، آمین۔

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

❖ ❖ ❖ ❖

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریہ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

وعظ در شاہی مسجد لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

دین کے احکام میں سماعت اور اطاعت کا ربط

بعض حضرات مقامِ سَمِعْنَا پر تو ہوتے ہیں مگر اَطَعْنَا کی سنت ادا نہیں کرتے یعنی جو کچھ سنتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ صحابہ کی دو سنتیں ہیں سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا یعنی ہم نے سنا اور ہم فرماں برداری کریں گے، اس بات پر عمل بھی کریں گے۔ آپ سب بھی آج نیت کر لیجیے، بلکہ ہمیشہ یہ نیت کیجیے کہ سنیں گے اور عمل کریں گے تاکہ صحابہ کی دو سنتیں ادا ہو جائیں سَمِعْنَا کی بھی اور اَطَعْنَا کی بھی۔ سَمِعْنَا یعنی سننے کا تعلق کان سے ہے، یہ جزوی عبادت ہے، آپ کے جسم کے ایک جز یعنی کان کی عبادت ہے، اور اَطَعْنَا کُلی عبادت ہے، سر سے پیر تک سارے اعضا عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ جو لوگ کلی عبادت کی نیت سے جزوی عبادت کر کے کلی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں بتائیے ان کا درجہ کتنا بڑا ہو گا۔ لہٰذا آپ سب نیت کیا کریں کہ جب کبھی دین کی بات سنیں تو سننے کے بعد اس پر عمل کرنے کا حوصلہ و ہمت کی بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کیجیے ورنہ جو سننا بغیر عمل کی نیت سے ہوتا ہے وہ کافروں کی مشابہت ہے کیوں کہ منافقین کہتے تھے سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا ہم نبی کی بات سن تو رہے ہیں مگر اس کو مانیں گے نہیں، اس پر عمل نہیں کریں گے۔ جو لوگ دین کی بات سن کر اس پر عمل نہیں کرتے تو خدشہ ہے کہ کہیں سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا میں داخل نہ ہو جائیں اور سنتِ صحابہ سے محروم ہو جائیں۔

یہ بتاؤ گناہ کرنے پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے یا غضب؟ تو کیا عقل میں بھوسہ بھرا ہوا ہے، گوبر بھرا ہوا ہے جو گناہ پر جرأت کرتے ہو؟ جب کسی گناہ کا تقاضا ہو تو فوراً اپنے نفس سے پوچھو کہ جتنی دیر تو گناہ میں مشغول ہو گا اتنی دیر خدا کی رحمت میں رہے گا یا غضب میں؟ اس سے خود سوال کریں۔ جب آپ کا دل فتویٰ دے دے کہ اللہ کے غضب میں رہو گے تو

سوچ لو کہ ذرا دیر کا حرام مزہ زیادہ مفید ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ جو تقویٰ سے حاصل ہو گا۔ اور جتنی دیر تو اللہ کے غضب میں رہے گا اتنی دیر خطرناک حالت میں رہے گا، اللہ کے غضب میں رہنا اچھی بات نہیں ہے، خدا تعالیٰ کے غضب میں رہنا عقل کے بھی خلاف ہے۔ اتنے بڑے صاحبِ قدرتِ کاملہ اور صاحبِ قدرتِ قاہرہ مالک کے غضب و غصے میں رہنے والا انٹر نیشنل گدھا اور بے وقوف ہے کیوں کہ معلوم نہیں کس وقت اللہ کے غضب کا ظہور ہو جائے۔

توبہ کا مرہم ایمر جنسی کے لیے ہے

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ توبہ کے سہارے پر گناہ کرنے والا جاہل و نالائق بھی ہے اور بے عقل و پاگل بھی، کیوں کہ توبہ مرہم ہے اور مرہم ایمر جنسی کے لیے ہوتا ہے کہ جب کبھی آگ میں جل جائے اس وقت مرہم لگاؤ تو جلے ہوئے مقام کو اچھا کر دے گا اور چھالا نہیں پڑنے دے گا لیکن اس مرہم کے سہارے پر خود کو جلایا نہیں جاتا، جلنا اور ہے جلانا اور ہے۔ ورنہ اپنی بیوی سے کہہ کر دیکھو کہ آج ہم مرہم لائے ہیں سو فی صد مفید ہے، آپ اپنا ہاتھ چولہے میں جلائیے تاکہ میں آزماؤں۔ تو بیوی کہے گی کہ حضور آپ ہی اپنا ہاتھ جلا کر اس کو آزمالیں۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہم لوگوں کے دادا پیر تھے، یہ ہماری خوش قسمتی کی بات ہے، ہم اس پر اللہ کے شکر گزار ہیں کہ ہم کو مجدد کے روحانی خاندان میں داخل فرمایا۔ تو حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ توبہ کا مرہم ایمر جنسی کے لیے ہے، اس کے سہارے پر گناہ مت کرو۔ یہ ایک سبق ہو گیا۔ آج میں مختلف سبق دوں گا، مرتب بیان نہیں کروں گا کہ ایک مضمون اٹھایا اور مَا لَهٗ وَ مَا عَلَيْهِ پیش کر دیا۔ آج لاہور کی مال روڈ پر مال ہی مال ہے۔ تو ایک سبق یہ مل گیا کہ دین کی بات سنیے اور اس پر عمل کیجیے۔

مخلوق کو مہربان کرنے کے لیے ایک وظیفہ

دوسری بات یہ ہے کہ گھروں میں اور معاشرے میں لڑائی جھگڑے رہتے ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں خبردار کردیا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا ہم تم کو دنیا میں بھیج رہے ہیں، اِهْبِطُوْا کا مطلب ہے کہ اترو، بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ[1] اور دنیا میں تمہارا بعض بعض کا دُشمن رہے گا تاکہ تمہارا دنیا میں جی نہ لگے اور تم آخرت کو بھول نہ جاؤ۔ لیکن ایک وظیفہ ہے، یَاسُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ اسے پڑھتے رہو تو تمہارے جتنے دشمن ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عداوت کو محبت سے تبدیل کردے گا، ورنہ کم سے کم ان کے شر کو دفن کردیا جائے گا۔ لہٰذا جس کی بیوی لڑتی ہو، جس کا بیٹا نافرمان ہو، جس کا باپ بہت کڑیل اور غصے والا ہو، غرض جہاں بھی غصے والے لوگ ہوں ان کے لیے اس وظیفہ کو پڑھو یَاسُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ، اللہ کے ان چار ناموں کو اگر بیٹی پڑھے گی تو اس کی برکت سے داماد مہربان رہے گا، داماد پڑھے گا تو اس کی بیوی مہربان رہے گی، امام پڑھے گا تو کمیٹی مہربان رہے گی، کمیٹی پڑھے گی تو امام مہربان رہے گا، اپنے دفتروں میں افسران کے غصے سے بچنے کے لیے بھی اس کو پڑھتے رہوگے تو ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ان کا مزاج بھی نرم کردے گا، کسٹم پر ہو تو اسے پڑھو، انٹرویو کے لیے جاؤ تو پڑھو، جلد سلیکشن ہوگا۔ ہمارے ایک دوست سعودی عرب میں رہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے اس وظیفے کو جس کو جس کام کے لیے بتایا کامیاب پایا۔

اللہ نے ہم کو اس دنیا میں بھیجا ہے مگر آزاد نہیں چھوڑا، ایک باپ بھی اپنے بچوں کو آزاد نہیں چھوڑتا کہ جاؤ مرو، جیو یا بیمار رہو، ہم سے تمہارا کوئی مطلب نہیں ہے، جب ابا اپنی اولاد کو نہیں چھوڑتا تو ربا ہمیں کیسے چھوڑے گا کہ مصائب آئیں اور تم ایسے ہی پڑے رہو۔ اللہ نے اپنے ناموں ہی میں ہمارے مسائل کا حل رکھا ہے۔ اگر تم کو رزق وسیع کرنا ہے تو یَارَزَّاقُ پڑھو، غریبی سے پریشان ہو تو یَا مُغْنِیُ کہو۔ بندہ زمین پر اللہ کا جو نام لیتا ہے

---

[1] البقرۃ:۳۶

اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ظہور ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو آرام سے جینے کے لیے اپنے ننانوے نام نازل فرمائے کہ تم کو جیسی ضرورت پڑے میرا ویسا نام لینا اور اپنا کام بنالینا۔ پرانے زمانے کی نانی اور دادی بچوں کو یہ کہہ کر سلاتی تھیں: تو لے اللہ کا نام تیرا سب بنے گا کام، اور اللہ اللہ کیا کرو دودھ بتاشہ پیا کرو۔

وظیفہ برائے حل المشکلات

اب دوسرا وظیفہ سنیے، یہ آج کا عجیب و غریب سبق ہے۔ میرے مرشدِ ثانی شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اللہ کے چار نام حل المشکلات ہیں، کسی بھی مشکل میں پڑو تو **یَا صَمَدُ یَا عَزِیْزُ یَا مُغْنِیُ یَا نَاصِرُ** پڑھتے رہو، اس میں کوئی تعداد نہیں ہے، مگر اتنا پڑھو کہ دماغ گرم نہ ہو، تھوڑی دیر پڑھو پھر خاموش ہو جاؤ، جیسے موٹر چلاتے ہو تو اس کے انجن کو ٹھنڈا کرتے ہو یا نہیں؟ موٹر سو میل چلی تو آپ کہتے ہیں کہ انجن گرم ہو گیا ہے، چلو کہیں رُک کر چائے پیتے ہیں تب تک اس کا انجن ٹھنڈا ہو جائے گا۔ تو بہت زیادہ وظیفہ پڑھنے سے جسے نقصان ہونے لگے مثلاً نیند کم آئے اور مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جائے تو اس کے لیے زیادہ وظیفہ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے کیوں کہ اخلاق میں اعتدال رکھنا فرض ہے اور اپنے ذریعے سے کسی کو اذیت پہنچانا حرام ہے، زیادہ وظیفہ پڑھنے سے جس کے مزاج میں اتنی گرمی بڑھ جائے کہ ہر کسی سے لڑنے لگے اس کے لیے اتنا وظیفہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

یَا صَمَدُ کی تعریف

یَا صَمَدُ کے کیا معنیٰ ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **یَا صَمَدُ** کی تفسیر ہے **اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ** صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، مستغنی ہو، **وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْهِ کُلُّ اَحَدٍ**[۲] اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ تو اللہ کے اس نام کی برکت سے ان شاء اللہ یہ بندہ بھی مخلوق سے بے نیاز ہو گا اور مخلوق سے اس کی احتیاج اللہ تعالیٰ وابستہ بھی

---

۲ روح المعانی:۳۰/۲۷۴، الاخلاص (۲)، دار احیاء التراث، بیروت

نہیں کریں گے، مرتے دم تک فالج وغیرہ جیسی بیماری سے بھی اللہ بچائے گا کہ میرا بندہ یَا صَمَدُ پڑھتا ہے، میں اس پر اپنی صفتِ بے نیازی کا کچھ تو ظہور کردوں تاکہ یہ کسی مخلوق کا محتاج نہ رہے کہ فلاں کو بلاؤ کہ مجھے پکڑ کر لیٹرین لے چلے، کیوں کہ فالج ہے اور اٹھ نہیں سکتے۔ تو یہ نعمتِ عظمیٰ ہے کہ بندہ کسی بندے کا محتاج نہ ہو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

نہ بندہ ہو کسی بندے کے بس میں
تڑپ کے رہ گئی بلبل قفس میں

اس وظیفے کی برکت سے ان شاء اللہ! اس کا پڑھنے والا مرتے دم تک کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ بزبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بحوالہ تفسیر روح المعانی یَا صَمَدُ کی تفسیر ہوگئی کہ اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہے اور سارا عالم اس کا نیاز مند ہے۔ میری اردو کی شائستگی بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، میں سوچ کر نہیں بولتا اور نہ رٹ کر آتا ہوں، میرے سرہانے کوئی کتاب نہیں پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے ان ناموں کا مطلب اس لیے بتارہا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے کسی نام کا مطلب نہیں سمجھو گے تو پڑھنے میں پورا مزہ نہیں آئے گا۔

یَا عَزِیْزُ کی تعریف

اب یَا عَزِیْزُ کے معنیٰ بھی سمجھ لو۔ اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہو۔ کوئی چیز، عالم کا کوئی ذرّہ اور شے دائرۂ قدرتِ خداوند تعالیٰ سے باہر نہیں ہے۔ یَا عَزِیْزُ کی دوسری تعریف ہے وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِی اسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ[۳] کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کو اس کی طاقت کے استعمال میں مزاحمت اور رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ اس کو ایسے سمجھیے کہ محمد علی کلے لاہور آیا اور اس نے کسی کے اوپر غصہ کرنا چاہا کہ دیکھو اس کو ابھی باکسنگ کا مُکّا مارتا ہوں، لیکن اگر لاہور کے دس پہلوان اس کا ہاتھ پکڑ لیں تو کسی کو مُکّا مار سکتا ہے؟ تو اسے مُکّا مارنے کی قدرت تو تھی لیکن اس قدرت کا استعمال نہیں کرسکا۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے

[۳] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۶۶۳، باب قصۃ حجۃ الوداع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

لکھا ہے کہ وَلَا یُعۡجِزُہٗ شَیۡءٌ فِی اسۡتِعۡمَالِ قُدۡرَتِہٖ میں نکرہ تحت النفی ہے یعنی کوئی شے اللہ کے استعمالِ طاقت میں مزاحمت نہیں کرسکتی، رُکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو اپنا ولی بنانے کا ارادہ کرلیتے ہیں تو پھر ہمارے ولی بننے میں ہمارا نفس اور شیطان اور سارے عالم کی گمراہ کرنے والی ایجنسیاں اثر انداز نہیں ہوسکتیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے اوپر اثر انداز ہے اور ان کی اثر اندازی کے مقابلے میں کون ظالم اثر اندازی کرسکتا ہے؟ لہٰذا کبھی کبھی اپنے لیے یہ دعا کرلیا کرو کہ اے اللہ! ہم نے اپنے دست و بازو کو آزمالیا لیکن ہماری طاقت کبھی کبھی تقویٰ شکن ہوگئی، ہمارا تقویٰ ٹوٹ گیا اور آپ کی مرضی کے خلاف ہماری زندگی ہوگئی لہٰذا آپ ہم کو اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچانے کا ارادہ فرمالیں، بس یہ ہمارے لیے کافی ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اس کے لیے انتظام کریں بس آپ کا ارادہ ہی کافی ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ چھت ڈالنے کے لیے سیمنٹ، بجری، سریا اور انجینئر لاؤ لیکن اللہ تعالیٰ ان اسباب کے محتاج نہیں ہیں، وہ تو کہتے ہیں کُنۡ ہوجا، فَیَکُوۡنُ بس وہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے لیے سیمنٹ بجری کا انتظام نہیں کیا بس ان کا حکم ہی کافی ہے، ان کی ذات زبردست قدرت والی ہے۔ اے اللہ! بس آپ ہمارے لیے، سب حاضرین کے لیے کُنۡ فرمائیے کہ بن جاؤ سب کے سب ولی، آپ کُنۡ کہہ دیجیے ہم فَیَکُوۡنُ ہوجائیں گے۔ یہ شارٹ کٹ اور بہترین راستہ بتارہا ہوں، میرے ان علوم کو ڈائری میں لکھ لو تاکہ آگے بڑھا سکو۔

علم دین کی عظمتیں اس وقت قائم ہوتی ہیں جب کوئی عالم عربی زبان میں کتابوں کے حوالوں سے اس کی تشریح کرتا ہے۔ آپ کتنی ہی اشکبار آنکھوں سے تقریر کریں اتنا تو امت سمجھ جائے گی کہ بہت ہی دردِ دل والے ہیں مگر علم کی نفی کریں گے، کوئی عالم علمی دلیل نہ دے تو علماء مطمئن نہیں ہوتے جب تک کہ علومِ شریعہ کو دلائل نقلیہ سے نہ ثابت کرے۔

یَا مُغۡنِیُ کی تعریف

اب یَا مُغۡنِیُ کی کیا تعریف ہے؟ یہ تعریف میں اپنے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو سنا چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے جو چار نام پڑھنے کو بتاتے ہیں اختر ان کی تفسیر کررہا ہے تاکہ حضرت کا دل بھی خوش ہوجائے اور ان کی تائید بھی حاصل

ہو جائے، ہمارے شیخ نے بھی اس کو سنا ہے۔ یَا مُغْنِیُ کے تین معنیٰ ہیں، ان میں سے ایک معنیٰ ہے اے غنی کرنے والے یعنی ہم کو خوب پیسہ دے دے، پیسہ ہاتھ میں بھی ہو، جیب میں بھی ہو، صندوق میں بھی ہو، بیوی کے پاس بھی ہو، اماں کے پاس بھی ہو مگر دل میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا کی محبت پر غالب ہو

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ میں نے خود سنا کہ مال کو ہاتھ میں رکھو، جیب میں رکھو، صندوق میں رکھو اور جہاں بھی حفاظت سے رہے رکھو، مگر دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دل اللہ کا گھر ہے، جس کا گھر ہے اس میں وہی رہے۔ دل دنیا کا گھر نہیں ہے، مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، کاروبار بھی ہو، کار بھی ہو مگر دل میں ہر وقت یار ہو یعنی خدائے تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ کام کیجیے، نوٹ کی گڈیاں بھی گنیے، گاہک آیا فرنیچر پیک کر کے اسے دیا اور پیسہ گنا، نوٹ کی گڈیاں گنو مگر ہاتھ سے گنو، دل سے نہ گنو، دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ آج مال بک گیا ہے اور پیسہ بھی مل گیا ہے۔ دل میں اس ہی کا خیال رہے، ادنیٰ سا خیال کافی ہے، خیال کا اتنا غلبہ کہ جس سے نوٹ کی گڈی گن نہ سکے اور نوٹ ادھر ادھر ہو جائیں اور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں، غرق ہیں یادِ الٰہی میں، اتنا غرق ہونا جائز نہیں ہے۔ اب یادِ الٰہی کتنی ہو؟ اس کی مقدار بھی سن لو۔ کوئی کانٹا چبھے اور اندر ہی ٹوٹ جائے، اسی کا نام ہے دردِ محبت، بریانی کھاؤ گے تب بھی اس کانٹے کا درد یاد رہے گا، بیوی سے بات کرو گے، نوٹ کی گڈیاں بھی گنو گے لیکن وہ درد یاد رہے گا۔ اسی کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا ہے
اب تو شاید میرا دل بھی دل ہو گیا

نسبتِ الٰہیہ دائمی تعلق مع اللہ کا نام ہے

یہ کیا درد ہے کہ ملتزم پر روئے اور اپنے ملکوں میں آکر زِنا اور بدکاریوں میں مبتلا ہو گئے، جھوٹ بول دیا، غیبت کر دی، ذرا سی دیر میں کچھ اور ذرا سی دیر میں کچھ۔ حضرت

فرماتے تھے نسبت نام ہے دائمی تعلق مع اللہ کا، یہ تھوڑی دیر کے لیے یا عارضی نہیں ہے۔ تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے مجھ سے الٰہ آباد میں فرمایا ؎

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید میرا دل بھی دل ہو گیا

اب یہ دل اس قابل ہے کہ اس کو دل کہا جائے، جس کو اللہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو، یادِ الٰہی ہر وقت اس دل میں ہو جیسے کانٹا چبھا ہوا ہے۔ دیگر اللہ والوں نے بھی اللہ کے اس عشق کی تعریف کی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رگ رگ میں دوڑے پھرتی ہے نشتر لیے ہوئے

یہ خواجہ صاحب کا شعر ہے، محبت کی تعریف کر رہے ہیں کہ محبت کیا چیز ہے؟ عشق کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت کس چیز کا نام ہے؟ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے اس شعر میں شاید کا لفظ تواضع کے لیے کہا ہے تاکہ بڑائی نہ ظاہر ہو ؎

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید میرا دل بھی دل ہو گیا

اللہ والے کبھی بڑائی ظاہر نہیں کرتے، وہ اللہ کی کسی نعمت کا اظہار کرتے ہیں تو وہاں تواضع کی پالش لگا دیتے ہیں۔

تقویٰ کس کا نام ہے؟

آج میرا لاہور میں آخری دن ہے، میں دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دردِ مستقل مانگو کہ ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو تاکہ نافرمانی کی نوبت نہ آئے۔ اللہ کو ناراض کرنا اور اپنے نفس کو حرام لذت کی بدمستی اور قہرِ خدا میں مبتلا کرنا، اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی میں مبتلا رکھنا عقل کی بات نہیں ہے، غیر شریفانہ بات ہے، اللہ تعالیٰ کی وفاداری کے خلاف بات ہے، جس کی کھاؤ اس کی گاؤ۔ کھانے میں تو آستین خوب کھینچتے ہو، کوئی

ڈش نہیں چھوڑتے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وفاداری سے بھی جڑے رہو۔ اگر دس دن کھانا نہ ملے تو کوئی گناہ کر سکتا ہے؟ جس مالک کے رزق بند کر دینے سے ہم کو گناہ کی طاقت نہ رہے اس مالک کا رزق کھا کر، طاقتِ گناہ ہوتے ہوئے بھی گناہ نہ کرنے کا نام ہی تقویٰ ہے۔ تقویٰ اس کا نام نہیں ہے کہ کوئی دوا کافور وغیرہ کھالی اور ہیجڑے و مخنث ہو گئے۔

صحابہ نے اجازت مانگی تھی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم مخنث ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کرو، یہ جائز نہیں ہے۔ تقویٰ نام ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰی طاقتِ گناہ بھی ہو، تقاضائے گناہ بھی ہو پھر نفس کے گھوڑے کی لگام کَسے رہو، اسے گناہوں کے گڑھے میں گرنے نہ دو، اسی کا نام تقویٰ ہے۔

میرے شیخ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے کتنی عمدہ مثال دی کہ جون کا مہینہ ہے اور روزہ رکھے ہوئے ہیں، رمضان جون میں آگیا، لُو چل رہی ہے اور زبان خشک کانٹا ہے۔ اب فریج کھولا تو دل چاہا کہ یخ پانی کی بوتل کی بوتل پی لوں مگر ایک قطرہ بھی نہ پیا، بس اسی کو پیا ملتا ہے یعنی مولیٰ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں کو متقی نہیں کہا جاتا، فرشتوں کو معصوم کہا جاتا ہے، متقی اس لیے نہیں کہا جاتا کیوں کہ ان کے اندر تقاضائے گناہ نہیں ہیں۔ ہم غلاموں اور مٹی کے انسانوں کو اللہ نے یہ خصوصیت دی ہے کہ ہمیں تقاضائے معصیت دے دیے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا ہمارے اندر نافرمانی کا مادہ بھی رکھ دیا وَ تَقْوٰىهَا اور اس سے بچنے کی طاقت بھی دے دی کہ گناہ کرنے کا تقاضا تو پیدا ہو مگر تم اللہ کو دیکھتے رہو کہ اللہ کیا کہہ رہے ہیں۔

شرم وحیا گناہ کی تاریخ رقم نہیں کرنے دیتی

اب میں ایک مثال دیتا ہوں جو اس وقت اللہ کے فضل سے دل میں آگئی ہے، اتنی پیاری مثال دے رہا ہوں کہ واللہ! اگر ذرا بھی حیا اور شرم ہو تو آج کی تاریخ سے گناہ نہیں کروگے۔ ایک بچے کے باپ نے اسے سکھایا ہوا تھا کہ بیٹا کوئی چیز نہیں لیا کرو جب تک ماں باپ سے اجازت نہ لے لو، کیوں کہ خود لوگے تو لوگ تم کو ذلیل سمجھیں گے، معاشرہ ذلیل سمجھے گا، لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ بچہ تربیت یافتہ نہیں ہے، اس میں تہذیب نہیں ہے، جو چاہے لے لیتا

ہے۔ جب اس کی تربیت ہوگئی تو اب یہ رشتے داروں کے یہاں گیا، کسی نے کہا بیٹا یہ لو، اب یہ ہاتھ نہیں بڑھارہا ہے، اپنے ابا کو دیکھتا ہے، جب باپ نے اشارہ کردیا تو فوراً لے لیا تاکہ دینے والے کو تکلیف نہ ہو، لیکن جب تک اپنے ابا کا حکم نہیں ملا اس وقت تک نہیں لیا۔ تو جب ہمارا دل چاہے کہ کسی نمکین لڑکی یا لڑکے کو دیکھ لیں یا اس کے ساتھ کوئی گناہ کرلیں اور وہ بھی راضی ہے تو تم اپنے رب کو، اللہ کو ایک دفعہ اوپر دیکھ لیا کرو۔ آہ! تین چار سال کے معصوم بچوں پر تو تہذیب وتربیت اثر کرجائے اور ہماری داڑھیاں سفید ہوجائیں مگر ہم اپنے رب کی طرف نہ دیکھیں کہ اس وقت مالک کا حکم کیا ہے؟ بتاؤ کیسی مثال ہے؟ مگر ان مثالوں کا فائدہ عمل پر ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لَا شُجَاعَۃَ یَا فَتٰی قَبْلَ الْحُرُوْبِ

سپاہی لاکھ وردی پہن کر شان دکھاتا پھرے، جب تک جنگ میں بہادری نہ دکھائے کوئی اس کی شجاعت کو تسلیم نہیں کرتا۔ جب کوئی حسین شکل سامنے آئے وہاں تقویٰ کی بہادری دکھاؤ کہ میں اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے اپنے قلب میں حرام لذت درآمد کرنے کا کمینہ پن نہیں کرسکتا، میں شریف زادہ ہوں، شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، خاندانی آدمی ہوں۔

ارتکابِ گناہ شرافتِ بندگی کے خلاف ہے

ہر مرید خاندانی ہے، جب شیخ سے جڑ گیا تو گروہِ صوفیا میں داخل ہوگیا، اب وہ غیر شریف نہیں ہے، جب سر پر گول ٹوپی آگئی تو اور شریف ہوگیا، جب ایک مٹھی داڑھی بھی آگئی تو اور شریف ہوگیا اور جب کالے بال سفید بالوں میں کنورٹ ہوگئے تو اب شرافت اور زیادہ بڑھ گئی۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب پہلا بال سفید ہوا تو انہوں نے اللہ میاں سے پوچھا کہ اللہ میاں یہ کیا ہورہا ہے، یہ میرے بال سفید کیوں ہورہے ہیں؟ وحیِ الٰہی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تیرے بالوں میں جو سفیدی آرہی ہے ہٰذَا وَقَارُكَ یہ تمہارا وقار ہے، تمہاری وجاہت ہے، تمہیں شرافت اور عزت دی جارہی ہے۔ تو سفید بالوں کے ساتھ عزت فروشی کیسی؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا امتحان اور آسان کردیا ہے کہ سارے گناہوں کے آخری اسٹیشن اور آخری مراکز ناف کے نیچے نجاست کے مقامات ہیں تاکہ میرے بندوں کو طبعی طور پر بھی حیا آئے کہ کیا ان گندے مقامات کو پوجتے ہو؟ اگر کہیں ناف کے نیچے مشک اور زعفران بھر دیا جاتا تو ان حسینوں، نامحرموں سے بچنا کتنا مشکل ہو جاتا۔ ایک ہزار فقیر پیالہ لیے کھڑے ہوتے، ہر حسین کو دیکھتے اور درخواست کرتے کہ کچھ تو مشک وزعفران نکالو تاکہ بازار میں جاکر بیچیں، ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ گناہوں کے مراکز کو گندہ کردیا تاکہ میرے بندے لیلیٰ کے عشق میں اپنے مولیٰ کو نہ بھول جائیں۔

یَا مُغْنِیُ کے تین معنیٰ ہیں: نمبر ایک: اے اللہ! ہم کو مال و دولت سے غنی کردے تاکہ ہم اسے آپ پر فدا کرسکیں، مسجد و مدرسوں میں طلبہ پر اور خانقاہوں میں مہمانوں پر۔ نمبر دو: اے اللہ! ہمارے قلب کو غیر اللہ سے مستغنی کردے، حسینوں کو تلاش کرنے کا دل ہی نہ چاہے۔ نظر پڑ جانا اور ہے مگر انارکلی میں جاکر ڈھونڈنا اور ہے، دونوں میں فرق ہے۔ بعض لوگوں کا قلب ان حسین شکلوں سے مستغنی ہوتا ہے، ان کا دل ہی نہیں چاہتا کہ بے ضرورت بازار جائیں جبکہ بعضے ایسے مریض ہیں کہ ان کا مارکیٹ میں کوئی کام نہیں، مارکیٹنگ مقصد ہی نہیں ہے، بن ٹھن کر، کاجل وغیرہ لگا کر صرف عورتوں کو دیکھنے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلب کو غیر اللہ سے مستغنی کردے، بس ہم آپ کی یاد میں مست رہیں۔ تو **یَا مُغْنِیُ** کے دو معنیٰ بیان ہو گئے۔ یہ معنیٰ میں نے اپنے مرشد کے سامنے بھی پیش کیے ہیں، یہ ہمارے شیخ کا مصدّقہ مال ہے، میرا مال دربارِ مرشد سے سرٹیفائیڈ ہو چکا ہے۔

یَا مُغْنِیُ کے تیسرے معنیٰ یہ ہیں کہ یا اللہ! اپنی توفیق سے ہم کو غنی کردے، کثرتِ تلاوت سے، کثرتِ ذکر سے اور نیک اعمال سے بھی ہم مال دار ہو جائیں، **رَئِیْسُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ** ہو جائیں، دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے بھی رئیس ہو جائیں۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ **اَغْنٰی نَفْسَہٗ** کے معنیٰ ہیں کہ نفس کو غنی کردے، نیکیوں سے، کثرتِ ذکر سے، تلاوت اور عبادات سے ہم کو مال داری دے دیجیے، ہم کو غیر اللہ سے مستغنی کردیجیے اور نیکیاں کمانے کی توفیق دے دیجیے۔

میری جاں کمالو کمانے کے دن ہیں

مرنے کے بعد ایک دفعہ روح نکلنے کے بعد سبحان اللہ نہیں کہہ سکو گے چاہے وصیت کر جاؤ کہ میری پوری سلطنت اور میری پوری دولت فقیروں میں تقسیم کر دی جائے اور یا اللہ اس کے بدلے میں ہم مرنے کے بعد ایک دفعہ استغفر اللہ کہہ لیں تو موقع نہیں ملے گا۔

یَانَاصِرُ کی تعریف

یَانَاصِرُ کے بھی تین معنیٰ ہیں کہ ہم کو مدد دیجیے نفس کے مقابلے میں تاکہ نفس ہم کو ہرانے نہ پائے، چت نہ کر دے، جب نفس کا مقابلہ ہو تو آپ مدد بھیجیے اور ہمیں نفس پر غالب رکھیے۔ یَانَاصِرُ کے دوسرے معنیٰ ہیں کہ دنیا میں ہمارے جتنے دشمن ہیں ان کے مقابلے میں ہم کو مدد دیجیے کہ کوئی دشمن ہم پر غالب نہ ہو۔ یَانَاصِرُ کی تیسری تعریف ہے کہ میدانِ محشر کی مشکلات میں اور حساب وکتاب کے دن بھی مدد کریں تاکہ آخرت کا بیڑا بھی پار ہو جائے۔

اللہ کے چار نام پڑھنے کے فوائد

میں اللہ کے ان چار ناموں کی تفسیر کر رہا ہوں جو میرے مرشد نے مجھے بتائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان ناموں کو پڑھنے کا بے حد تجربہ کر رہا ہوں اور یہاں تک فرمایا ہے کہ ہم دہلی ایئرپورٹ جا رہے تھے، سڑک پر بہت رش تھا اور خدشہ تھا کہیں جہاز چھوٹ نہ جائے، بس ہم نے یہ چار نام پڑھنا شروع کیے، چند منٹ کے بعد پوری سڑک خالی ہو گئی اور ہم وقت پر ایئرپورٹ پہنچ گئے۔ اور میرے مرشد نے فرمایا کہ یہ تو ایک واقعہ ہے، میں نے جس کو یہ وظیفہ بتایا اس کے وارے نیارے ہو گئے، مشکلات حل ہو گئیں۔ چناں چہ غریبی دور کرنا، چین سے اور غالب رہنا، دشمنوں سے محفوظ رہنا اور آخرت کا بننا سب اس وظیفے میں ہے، لہٰذا اس کو پڑھتے رہو۔ بعض لوگوں کو میرے مرشد نے بتایا کہ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کرو، اس طرح پڑھنے سے ذرا پابندی رہتی ہے ورنہ بعض لوگ بھول جاتے ہیں، لیکن جب عادت پڑ جائے گی تو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لے گا، یَا صَمَدُ یَا عَزِیْزُ یَا مُغْنِیُ یَا نَاصِرُ۔

اللہ کے چار نام پڑھنے کی ترتیب

عربی حروف تہجی میں پہلے ص ہے، پھر ع ہے، اس کے بعد م اور پھر ن آتا ہے، لہٰذا ان چار ناموں کو حروف تہجی کی اسی ترتیب سے پڑھو، پہلے **یَا صَمَدُ** کہو، پھر **یَا عَزِیْزُ** اس کے بعد **یَا مُغْنِیُ** اور آخر میں **یَا نَاصِرُ** پڑھو۔ یہ ترتیب بھی میرے شیخ نے مجھے بتائی ہے۔ ہمارے پاس تو ہمارے باپ داداؤں کی جائیداد بہت ہے، یہ مت سمجھو کہ اختر غریب ہے، مجھے وراثت اتنی ملی ہے کہ میں بہت ہی رئیس ہوں، میری کمائی مت دیکھو، وراثت ہی اتنی ملی ہے کہ بس پوچھو مت، میرے پاس موروثی جائیداد بہت ہے کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے ساتھ رہنے کا بہت موقع دیا ہے۔ جب میں پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا تو الٰہ آباد طبیہ کالج میں داخل ہوا اور وہاں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شیخ و مربی بنایا، تین سال تک ان کی صحبت میں رہا، یوں سمجھو کہ بالغ ہی بزرگوں کی صحبت میں ہوا۔ تو آج آپ لوگوں کو یہ عظیم الشان وظیفہ بتا دیا۔

بزبانِ رسالت پانچ سیکنڈ کا وعظ

میرے کچھ دوستوں نے پوچھا تھا کہ اللہ کے حضور کیسے روئیں؟ رونے کا طریقہ بتادیں کیوں کہ آج شام کو آپ چلے جائیں گے، آج مغرب کے بعد بیان نہیں ہوگا۔ تو میں نے پانچ سیکنڈ کا بیان کیا، یہ میری اپنی قابلیت نہیں ہے، میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے گھڑی دیکھ کر بتایا کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعظ پانچ سیکنڈ کا ہے۔ آپ لوگ بھی گھڑیاں دیکھ کر سیکنڈ نوٹ کرلو:

اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ[۱]

دیکھ لو پانچ سیکنڈ ہوگئے نا! یہ میرے مرشدِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم نے مجھے بتایا ہے، **فِدَاهُ اَبِيْ وَاُمِّيْ** میرے مرشدین پر میرے ماں باپ فدا ہوں، یہ سب ان ہی کا صدقہ ہے، ان ہی کی دعاؤں کا ظہور ہے چاہے شیخ کہیں بھی ہو۔

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۳/۲، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، المکتبۃ القدیمیۃ

جیسے ایک پرندے کا نام قاز ہے، سردیوں میں روس کے برفیلے علاقے سائبیریا میں انڈے دے کر ہزاروں میل دور پاکستان اور ہندوستان کے جھیل و تالاب پر آتا ہے اور یہاں آکر توجہ ڈالتا ہے، کیوں کہ سخت سردی کے باعث وہ علاقہ رہنے کے قابل نہیں رہتا۔ جب چھ مہینے بعد وہ واپس جاتا ہے تو اس توجہ کی وجہ سے انڈے سے بچے نکل آتے ہیں۔ مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھانے والے صاحبِ نسبت بزرگ فرماتے ہیں کہ جب جانور کی توجہ میں یہ گرمی اور یہ طاقت ہے کہ سائبیریا میں انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو کیا اللہ والوں کی توجہ میں اتنی بھی گرمی اور طاقت نہیں ہوگی؟ کیا جانور اولیاء اللہ سے افضل ہیں؟ تو میں محسوس کرتا ہوں کہ میرے شیخ ہردوئی میں، مکہ شریف میں یا جہاں بھی ہوں ان کی دعائیں عرشِ اعظم پر جا کر ہمارے سروں پر ابرِ رحمت کی طرح سایہ فگن رہتی ہیں، ان کی دعاؤں کا سایہ ہمارے سروں پر رہتا ہے۔

تو آپ نے پانچ سیکنڈ کا وعظ سن لیا؟ بس اس کے بعد آج کی مجلس ختم، اب ایک مجلس شام کو ہوگی، کیوں کہ میرے دوستوں نے کہا تھا کہ پھر آپ چلے جائیں گے۔ تو میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اللہ سے رونا سیکھ لو کیوں کہ میرے مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نئی چڑیا جب پنجرے میں آتی ہے تو پرانی چڑیا سے پوچھتی ہے۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں یہ بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

یعنی میری ابھی ابھی گرفتاری ہوئی ہے اور تم پرانے ہو، تم کس طرح اپنی رہائی کے لیے فریاد کرتے ہو؟ نیا آدمی جب اللہ کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے تو پرانے عاشقوں سے پوچھتا ہے کہ اپنے ماضی کی تلافی کے لیے، حال کی درستگی کے لیے اور مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے کس طریقے سے فریاد کرتے ہیں۔

حفظِ لسان کی اہمیت

یہ حدیث اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ پانچ سیکنڈ کا وعظ ہے اور وعظ بھی پیغمبر کا ہے، سید الانبیاء کا وعظ ہے۔ علمائے دین کے وعظ تو آپ

سنتے رہتے ہیں لیکن سوچیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ کیسا ہو گا؟ جب ان کے غلاموں کے وعظ میں اثر ہے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ کیسا پُر اثر ہو گا اور وہ بھی اتنا مختصر یعنی صرف پانچ سیکنڈ کا۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ ڈاکٹر ایک سیکنڈ میں انجکشن لگا دیتا ہے اور ایک سو پانچ بخار اٹھانوے ہو جاتا ہے۔

آدابِ گفتگو

یہ پیغمبر کا وعظ ہے اَمۡلِكۡ عَلَيۡكَ لِسَانَكَ اپنی زبان پر مالکانہ حق رکھو، پہلے سوچو پھر بولو، پہلے سوچو کہ یہ بولنا میرے لیے مناسب ہے یا نہیں؟ اپنے شیخ سے بولنا مناسب ہے یا نہیں؟ اپنے استاد سے بولنا مناسب ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرو کہ یہ بولنا مناسب ہے یا نہیں؟ زبان کہاں استعمال کی جائے اور کہاں استعمال نہ کی جائے، یہی چیز بزرگوں سے سیکھی جاتی ہے۔

ایک بزرگ کے منہ سے صرف اتنا نکل گیا کہ اے اللہ! آج آپ نے بڑے موقع سے بارش کی۔ فوراً آسمان سے ڈانٹ پڑی کہ او بے ادب، میں بے موقع بارش کب کرتا ہوں؟ میرے مقبول بندوں میں ہو کر بولنے کا سلیقہ سیکھو۔ اگر کوئی اپنی اماں سے کہے کہ او میرے ابا کی بیوی مجھ کو چائے پلاؤ۔ تو ماں کیا کہے گی؟ میں تیری کیا ہوں؟ کیا تیری ماں نہیں ہوں جو تو مجھے ابا کی بیوی کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے کچھ ایسے لٹریچر پڑھے ہیں جن سے مجھے حق گوئی آگئی ہے، اب میں حق بات کروں گا، کیا آپ میرے باپ کی بیوی نہیں ہیں؟ تو اماں اسے چپل سے ٹھیک کرے گی، چپل نکال کر ایک لگائے گی اور کہے گی کہ آج چپلی کباب سے ناشتہ کرو۔ کیا حق بات کی دائرۂ ادب سے خروج کی اجازت ہے؟ حق کہو مگر ادب سے کہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ[۵] جب میں بیمار ہوتا ہوں تو میرا اللہ مجھے شفا دیتا ہے۔ کیا اللہ بیماری کا خالق نہیں ہے؟ مگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیمار کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہ ایک عیب کی بات ہے۔ اس لیے اچھی

---

۵ الشعراء:۸۰

بات کی نسبت اللہ کی طرف کرو، بُرائی کی نسبت مت کرو۔ یہ ادب بزرگوں سے سیکھا جاتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ کو دیکھا کہ مکہ شریف میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے حضرت والا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی دامت برکاتہم دونوں بزرگ مکہ شریف میں تھے کہ ایک شخص نے مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے کہا کہ مولانا محمد احمد صاحب بھی آپ کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ نہیں مولانا میرے ساتھ نہیں آئے، میں مولانا کے ساتھ آیا ہوں۔ کیوں کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب عمر میں بھی بڑے تھے اور میرے شیخ نے ان کو اپنا مربی اور مرشد بھی بنایا تھا۔ بتائیے! بغیر صحبتِ اہل اللہ کے یہ عقل کہاں سے آتی؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں؟ صحابہ کہتے ہیں کہ انہوں نے جو جواب عطا فرمایا **ھٰذَا أَجَلُّ مِنْ مَنَاقِبِہٖ** یہ ان کی منقبت میں بہت ہی جلیل اور عظیم تر عنوان ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں بڑا نہیں ہوں، **ھُوَ اَکْبَرُ** بڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ **وَأَنَا أَسَنُّ** عمر میری زیادہ ہے۔ یہاں اپنے لیے بڑائی کی نسبت ہی نہیں ملتی۔ انہوں نے **ھُوَ أَکْبَرُ نُبُوَّتًا وَ اَنَا اَکْبَرُ سِنًّا** نہیں فرمایا یعنی وہ نبوت میں بڑے ہیں اور میں عمر میں بڑا ہوں، اپنی بڑائی کی لغت ہی استعمال نہیں کی، یہ ہے کمالِ ادب کہ اپنے کلام میں بڑائی کی لغت ہی نہیں آنے دی، فرمایا **ھُوَ اَکْبَرُ** بڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں **وَأَنَا أَسَنُّ** عمر میری زیادہ ہے۔ **أَسَنُّ** کا ترجمہ انگریزی میں یہی ہے کہ میں عمر میں سینئر ہوں۔

حضرت حمزہ کی حضرت جبرئیل کو دیکھنے کی خواہش

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو سال بڑے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ چار سال بڑے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حمزہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ پر فدا ہوں، مجھے بھی جبرئیل علیہ السلام کی زیارت کرادیں۔ خصائص الکبریٰ جلد نمبر ۱ میں یہ واقعہ لکھا ہے جس کے مصنف مولانا جلال الدین

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو تفسیر جلالین کے مصنف بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے چچا! جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات صرف پیغمبر اور نبی ہی کر سکتے ہیں، آپ کی روحانیت میں وہ طاقت نہیں ہے۔ تو گویا انہوں نے بزبانِ حال کہا۔

دکھا جلوہ وہی غارت گر جان حزیں جلوہ
تیرے جلوے کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں

یعنی زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ میں مر جاؤں گا، میں اس کے لیے تیار ہوں، بس آپ مجھے جبرئیل علیہ السلام کی زیارت کرادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جبرئیل علیہ السلام سے وقت لے لوں۔ معلوم ہوا کہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ میں فلاں ڈاکٹر یا فلاں بزرگ سے وقت لے لوں تو وقت لینے کا یہ طریقہ بہت پرانا چلا آرہا ہے۔ اب حطیم میں ملنے کا وقت مقرر ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ کو طے شدہ وقت پر کعبہ شریف میں حطیم کے اندر لے گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے ہی ان کی آہٹ اور سرسراہٹ شروع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا ہوشیار ہو جائیں، جبرئیل علیہ السلام آرہے ہیں۔ اب چچا جان شوق سے آنکھ کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں، جیسے ہی حضرت جبرئیل کے پیر پر نظر پڑی، اس کی روایت خود حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل کے پیر زمرد کے رنگ کے تھے جسے دیکھتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ وہ سر نہیں دیکھ پائے، اچانک بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا دیکھا آپ نے جبرئیل کو؟ کہا کیا دیکھتے۔

وہ سامنے تھے نظامِ حواس برہم تھا
نہ آرزو میں سکت تھی نہ عشق میں دم تھا

یعنی ہوش ہی نہیں رہا تھا۔ تو یہ بات پر بات آگئی۔ یہ سب میرے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے، اختر چالیس سال تک خاموش تھا، چالیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے بزرگوں کی دعاؤں سے خاص کر مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے صدقے میں میری زبان کھولی۔

گھر کے وسیع ہونے کا مطلب

اس حدیث کا دوسرا جزء ہے وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ اس کے دو ترجمے ہیں: محدثین نے ایک ترجمہ یہ کیا ہے کہ تم کو اپنا گھر وسیع معلوم ہو یعنی تم انار کلی یا کسی بھی گلی میں بلاضرورتِ شدیدہ نہ جاؤ، اپنے ہی گھر میں خوش رہو۔ اور دوسرا مفہوم جو حق تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے کہ ہر گناہ سے بچو ورنہ گھر وسیع ہونے کے باوجود تنگ معلوم ہو گا۔ اس کی دلیل بھی بتاؤں گا ان شاء اللہ! بلا دلیل تصوف کی کوئی بات پیش نہیں کروں گا۔

تین صحابہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پچاس دن تک ان سے گفتگو نہیں فرمائی۔ ان کی قلبی کیفیت کو اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں کہ میری نظر جن سے بدل جائے ان کے دل کا کیا حال ہوتا ہے؟ ؎

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

اللہ ہمیں پیار سے دیکھ لے ہمارا دل گلستاں ہو جائے گا، اللہ کو ایک پھول دو گے تو اللہ پورا گلستاں دے گا، ایک خواہش کا خون کر کے دیکھو اللہ گلستاں دیتا ہے اور اگر تم نے ایک پھول حرام کا حاصل کیا تو گلستاں تو کیا ملتا تم خارستان میں داخل کر دیے جاؤ گے، چاروں طرف اللہ کے غضب کے سانچوں میں جینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یہ زمین، یہ کائنات اپنی تمام تر وسعت کے باوجود ان صحابہ پر تنگ ہوگئی تھی وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ[۶] اور وہ اپنی جانوں سے بے زار ہوگئے تھے۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے بڑی چیز بھی تنگ معلوم ہوتی ہے، دنیا اندھیری معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تم نے خالق شمس و قمر کو ناراض کر دیا۔ اب سورج کی روشنی بھی تمہارے دل کو روشن نہیں کر سکتی۔ جو خالق شمس و قمر کو ناراض کرتا ہے اس کے قلب کو یہ آفتاب بھی روشنی نہیں دے سکتا۔ اکبر الٰہ آبادی کا شعر سنیے، کتنا پیارا شعر یاد آیا، جج اکبر الٰہ آبادی نے شمس و قمر کی روشنی کے بارے میں فرمایا ؎

۶؎ التوبة:۱۱۸

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

یعنی اے یورپ کے سائنس دانو! چاند پر چلے جاؤ یا سورج کی سیر کر لو، اگر دل میں ایمان کا نور، ایمان کی روشنی، اللہ کے نام سے سکون اور چین نہیں ہے تو جہاں جاؤ گے بے چین اور پریشان رہو گے۔

ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ باوجود اپنی وسعت کے پوری دنیا ان کے لیے تاریک ہو گئی، یعنی اگر تقویٰ سے نہیں رہو گے تو زمین پر رہو یا چاند پر، گھر میں رہو یا باہر کہیں چین اور سکون نہیں پاؤ گے۔ اب اس آیت کو اس حدیث سے ملاؤ، وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ تمہارا گھر جب وسیع ہو گا، جب تم تقویٰ سے رہو گے اور خالق ارض و سماء کو یاد کرو گے تو خود تمہارے دل میں ارض و سماء ہوں گے اور وہ تمہارے دل کی قید میں ہوں گے، دل میں قیدی کی طرح رہیں گے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

اے دنیا والو! جلال الدین رومی کی زبان سے سنو، اللہ کے نام کی محبت کا جو نشہ ہے شراب اس کی محتاج اور گدا ہے، اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی، یہ وہ نشہ ہے کہ اللہ کے نام پر تلواریں چلتی ہیں، بندے شہادت کا خون پیتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں، اور شراب کا نشہ وہ ہے کہ ذرا سی ترش یعنی کھٹی چیز پلا دو تو سب نشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس شراب کے فوراً بعد موتنا ضروری ہے، جتنے شرابی ہیں سب کو دیکھو بوتل چڑھاتے ہی فوراً موتتے ہیں۔ اور اللہ کے عاشقوں کو اللہ کی محبت کا جو نشہ ہے اس سے ان کے سینوں میں انوار کا دریا بہتا ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

تو حدیث وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ کی شرح سمجھ میں آگئی؟ اپنا گھر تم کو وسیع کب معلوم ہو گا، اپنے گھر کو وسیع کیسے بناؤ گے؟ نورِ تقویٰ سے اور اللہ کے نام سے۔ جب دل میں اللہ آئے گا تو زمین و آسمان تمہارے دل کے قیدی بن جائیں گے۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست
چرخ در گردش اسیر ہوش ماست

اے دنیا والو! شراب میں جو جوش ہے وہ میرے دل میں اللہ کی محبت کے جوش کا گدا اور ادنیٰ بھِک منگا اور فقیر ہے۔ آسمان اور زمین اپنی گردش کے پورے دائرے کے ساتھ میرے ہوش کے قیدی ہیں، میرے قلب کی وسعت کے مقابلے میں آسمان و زمین کی گردش کی وسعت کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیوں کہ میرے قلب میں خالقِ ارض وسماء ہے، جب دل میں خالق ارض وسماء ہے تو ارض وسماء کی لمبائی چوڑائی اپنے خالق کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے؟ جس کے دل کو خالق ارض وسماء نے اپنا گھر بنایا ہو اس کو اپنا گھر کتنا بڑا معلوم ہو گا۔

بگڑی بنانے کا نسخہ

اب ایک جملہ رہ گیا وَابْكِ عَلٰى خَطِيْـئَتِكَ اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ یہ نسخہ بگڑی بنانے کا ہے۔ جن سے غلطیاں ہو گئیں، جن سے گناہ ہو گئے، لغزشات ہو گئیں، خطیئات ہو گئیں، معصیت ہو گئے، محرومِ حسنات ہو گئے، تقویٰ کی استقامت مجروح ہو گئی، کسی حسین کے قد و قامت کو دیکھ کر استقامت متأثر ہو گئی۔ اس پر اپنا ایک شعر یاد آ گیا ؎

اس کی قامت ہے یا قیامت ہے

پہلا مصرع رومانٹک ہے تاکہ مسٹر بھی غور سے سنے مگر اگلے مصرع میں اینٹی بایوٹک دیتا ہوں۔

اس کی قامت ہے یا قیامت ہے
اس کو دیکھے گا جس کی شامت ہے

میں بھی حسن سے تعارف رکھتا ہوں، ان حسینوں سے دل بچا کر وہ غم اٹھاتا ہوں کہ اس کیفیت پر میرا شعر ہے ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں

بدنظری کرنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدا! میرے اس امتی پر لعنت کی بارش

کر دے جس نے بد نظری کی ہے۔ جو اپنی حلال بیوی کو چھوڑ کر حرام نظریں مارتا رہتا ہے۔ کیا اسے نبی کی بد دعا سے نہیں ڈرنا چاہیے؟ جیسے کہتے ہیں کہ صاحب اس کو پیر کی بد دعا لگ گئی ہے۔ ارے پیر کیا چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے سامنے۔ اور نظر بازی سے ملنا جلنا بھی کچھ نہیں ہے، یہ عمل بالکل احمقانہ ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہر گناہ کا سبب بے وقوفی اور حماقت ہے کیوں کہ بڑی طاقت سے ٹکر لینے والا احمق اور بے وقوف ہے۔ خاص کر بد نظری سے کچھ ملتا بھی نہیں ہے، نہ کچھ پاتا ہے اور نہ کچھ کرتا ہے، خالی دیکھ دیکھ کر للچاتا ہے، تڑپتا ہے، کلستا ہے اور ہائے ہائے کرتا ہے۔

حضرت تھانوی کی حفاظتِ نظر

حکیم الامت کتنے سنجیدہ تھے مگر ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اسٹیشن پر میری ریل کے سامنے ایک ریل آکر کھڑی ہوگئی اور زنانہ ڈبہ سامنے آگیا، میرا معمول ہے کہ جب دوسری ریل برابر والی پٹڑی پر آتی ہے تو میں کسی ڈبے کو نہیں دیکھتا کیوں کہ ممکن ہے کہ زنانہ ڈبہ میرے ڈبے کے سامنے آجائے، ممکن ہے کہ اس میں کوئی عورت نہایت حسین ہو اور ممکن ہے کہ اس پر نظر پڑ جانے سے پھر میں ہٹا نہ سکوں۔ دیکھا آپ نے حکیم الامت نے کتنے ممکن لگائے، اپنے تقویٰ کی حفاظت کے لیے کتنے احتمالات قائم کیے۔ آہ! تین ممکن لگا کر اپنا معاملہ بنالیا۔

بد نظری پر حضرت تھانوی کا ایک قصہ

حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میری ریل کے سامنے ایک دوسری ریل آکر کھڑی ہوئی اور زنانہ ڈبہ سامنے تھا، میری ریل میں ایک نوجوان بد نظری کا مریض بار بار زنانہ ڈبے میں دیکھ رہا تھا، اس میں پنجاب کا ایک جوڑا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، شوہر بھی بہت حسین تھا اور بیوی بھی بہت حسین تھی۔

ڈوبیں گے ہم جہاں پر اُبھریں گے ہم وہیں سے
جیسے کہ مل رہا ہو کوئی حسیں حسیں سے

جب اس نے کئی دفعہ اس عورت کو دیکھا تو سکھ کو غصہ آگیا۔ جس میں طاقت زیادہ ہوتی ہے اس میں غیرت اور غصہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس نے کچھ دیر تو برداشت کیا، آخر میں چلّا کر کہا او نالائق! کیوں میری بیوی کو بار بار دیکھتا ہے؟ ہزار دفعہ دیکھ لے، دل کو تڑپالے، لیکن اس کو پائے گا نہیں، یہ سوئے گی رات کو میرے ہی پاس۔ مجددِ زمانہ جیسے سنجیدہ شخص کا قول نقل کررہا ہوں کہ حضرت نے ہم کو بہت بڑی عقل دی کہ پرایا مال مت دیکھو، اللہ نے جو تمہیں حلال کی بیوی دی ہے اسی پر قناعت کرو۔

نظر کی حفاظت میں بیویوں سے محبت کی ضمانت ہے

دنیا کی یہی مسلمان عورتیں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی، بس چند دن کی بات ہے، کیوں نظریں حرام کررہے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے بد نظری حرام کرکے ہم کو سکون سے جینا نصیب فرمایا ہے اور اپنی بندیوں پر رحم فرمایا ہے کہ جب ان کے شوہر اِدھر اُدھر نظر نہیں ماریں گے تو اپنی بیویوں کو، میری بندیوں کو پیار سے رکھیں گے جیسے کوئی باپ نہیں چاہتا کہ میرا داماد میری بیٹی کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر دیکھے، ربا بھی نہیں چاہتا کہ غیر عورتوں کو دیکھ کر میرے بندے کا دل میری بندیوں سے بھر جائے جو اس کی بیویاں ہیں، اور میری بندیوں کو یہ نہ کہنا پڑے۔

بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں

خطاؤں پر رونے کی اقسام

وَابْكِ عَلٰى خَطِيْـئَتِكَ جن سے غلطیاں ہوجائیں تو ان کو اپنی خطاؤں پر کیسے رونا چاہیے؟ تین قسم کا رونا بتاتا ہوں کہ اللہ سے رونے کے تین طریقے ہیں جن کو اللہ کے نبی نے سکھایا ہے۔ رونا بھی ان ہی نے سکھایا ورنہ ہم کہاں جانتے کہ کیسے رویا جاتا ہے؟

کس طرح فریاد کرتے ہیں یہ بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

خطاؤں پر رونے کی پہلی قسم

اللہ کے مزاج کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون بتا سکتا ہے۔ اب نمبر ایک طریقہ سن لیں، میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو نکلے تو انہوں نے دونوں ہتھیلیوں پر مل کر چہرے اور داڑھی پر پھیر لیے اور فرمایا کہ میں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہی کرتے دیکھا ہے۔ پھر میں نے حدیث دیکھی کہ اللہ کے راستے میں جو آنسو جہاں لگ جائیں گے دوزخ کی آگ وہاں حرام ہو جائے گی۔ لہٰذا ان آنسوؤں کو ایسے مت ضایع کرو، کپڑے سے مت پونچھو، آنسوؤں کو ہتھیلی سے ملو اور پھر سارے چہرے پر ہتھیلی مل لو۔ میں نے اپنے شیخ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے اور انہوں نے اپنے شیخ کو دیکھا، دو پشت کی روایت کافی ہے، یعنی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی کرتے تھے۔ جہاں جہاں خوفِ خدا کے، محبتِ خدا کے یہ آنسو لگ جائیں گے وہاں دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی، اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو لیکن پھیلانے سے یہ آنسو سارے چہرے پر پھیل جائیں گے۔

اب ایک سوال اور ایک جواب۔ جہاں جہاں یہ آنسو لگے ہیں اگر اللہ نے جسم کا اتنا حصہ دوزخ پر حرام کر دیا اور جنت میں ڈال دیا تو باقی حصے کا کیا ہو گا؟ باقی جسم کہاں جائے گا؟ اس پر حکیم الامت کی تقریر سنو۔ فرمایا کہ ایک ہندو راجا مر گیا، اس کا بیٹا ابھی ہوشیار نہیں تھا، خاندان والوں نے ریاست کو اپنے قبضے میں لانے کی کوشش کی، وزیروں نے کہا کہ ہم نے اس کے باپ کا نمک کھایا ہے، لہٰذا اس سے کہا کہ بیٹا دِلّی چلو، عالمگیر سے سفارش کی درخواست کرتے ہیں۔

اب وہ لڑکا دہلی کے قلعے تک گیا، راستے بھر وزیر اس کو خوب آدابِ شاہی سکھاتے رہے کہ عالمگیر بادشاہ یہ پوچھیں تو یہ کہنا، یہ پوچھیں تو یہ کہنا۔ جب قلعہ بالکل نزدیک آ گیا تو اس لڑکے نے وزیروں سے کہا کہ آپ لوگوں نے راستے بھر جو سکھایا ہے اگر بادشاہ اس کے علاوہ کچھ پوچھے گا تو کیا جواب دوں گا؟ وزیروں نے کہا کہ تم بہت چالاک معلوم ہوتے ہو، اب ہمیں تم کو پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جب یہ قلعہ پہنچے تو عالمگیر تالاب میں غسل کر رہے تھے۔ اس لڑکے نے بتایا کہ میرا باپ مر گیا ہے، میری ریاست پر خاندان والے قبضہ کرنا چاہ

رہے ہیں، میں اپنے باپ کی ریاست واپس لینا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اس کے بازو پکڑ کر اس کو تالاب میں ڈال دیا اور کہا کہ تجھ کو ڈبو دوں؟ تو وہ زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔ بادشاہوں کے سامنے زور سے ہنسنا ادب کے خلاف ہے، عالمگیر کو ناگواری ہوئی کہ تمہارا منہ ہے ریاست چلانے کا؟ بے وقوف! میں تم کو ڈرا رہا ہوں اور تم ہنس رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ آپ میرے ہنسنے کی وجہ تو پوچھ لیجیے پھر چاہے ریاست دیجیے چاہے نہیں۔ عالمگیر فقیہ تھے، کہنے لگے کہ لڑکا بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہے، پوچھا کہ کیا وجہ ہے، تم کیوں ہنسے؟ اس نے کہا کہ میں اس لیے ہنسا کہ آپ بادشاہ ہیں اور بادشاہوں کا اقبال بلند ہوتا ہے، اگر آپ میری ایک انگلی پکڑ لیں تو میں ڈوب نہیں سکتا، اب جبکہ میرے دونوں بازو آپ کے ہاتھوں میں ہیں تو میں کیسے ڈوب سکتا ہوں؟ بادشاہ نے فوراً لکھ دیا کہ ریاست اس کو دے دی جائے۔

ہمارے دادا پیر حکیم الامت مجدد الملت اس واقعے کو بیان کرکے فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان بادشاہ کی یہ خاصیت ہے کہ ایک ہندو کافر بھی اس سے امید رکھتا ہے کہ جب ہمارے بازو آپ کے ہاتھ میں ہیں تو ہم ڈوب نہیں سکتے تو اگر اللہ تعالیٰ جسم کے کسی حصے کو جنت میں داخل کرنے کا فیصلہ کرے گا تو کیا باقی حصے کو جہنم میں پھینک دے گا؟ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت عالمگیر بادشاہ سے کم ہے؟ لہٰذا جب جسم کے ایک حصے پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی تو بس سمجھ لو کہ پورا جسم جنتی بن جائے گا۔ رونے کا ایک طریقہ بیان کر دیا۔

خطاؤں پر رونے کی دوسری قسم

دوسرا طریقہ ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یَخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللهِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَی النَّارِ[ے] جس مومن بندے کی آنکھوں سے اللہ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو نکل جائیں تو دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوجائے گی۔

ے سنن ابن ماجہ:۳۴۶(۴۱۹۷)،باب الحزن والبکاء، المکتبۃ الرحمانیۃ

دَمْعٌ کہتے ہیں آنسو کو، دُمُوْعٌ جمع ہے دَمْعٌ کی اور عربی کا جمع تین سے شروع ہوتا ہے۔ اختر کہتا ہے کہ زندگی میں کم از کم تین آنسو تو نکال لو تاکہ عربی کا جمع ثابت ہو جائے۔ کیا یہ مشکل کام ہے؟ اور اگر رونا نہ آئے تو میں اس کی ترکیب بھی بتا دیتا ہوں۔ یہ سوچو کہ میں مر گیا ہوں اور قیامت کا دن قائم ہے، اللہ تعالیٰ حساب لے رہے ہیں کہ اپنے اعمال کا حساب دو کہ تم نے جوانی کہاں استعمال کی؟ میں نے تم کو لِیَعْبُدُوْنِ یعنی اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تھا اور تم کیا کر رہے تھے؟ لہٰذا حکم ہو گا خُذُوْہُ فَغُلُّوْہُ پکڑو اس نالائق کو اور زنجیروں میں جکڑ دو، ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ[۸] اور اس کو جہنم میں ڈال دو۔ مراقبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ زبردست آواز آرہی ہے۔ ایک شیر چیخ مارتا ہے تو کیا حالت ہوتی ہے؟ جبکہ یہ خالق شیر یعنی اللہ کی ڈانٹ ہے۔ بس ان شاء اللہ! رونا شروع ہو جاؤ گے۔

ملّا علی قاری مِنْ عَیْنَیْہِ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ دونوں آنکھوں سے روئیں یا ایک آنکھ سے روئیں تو بھی نجات ہو جائے گی؟ یہاں علماء کافی تعداد میں موجود ہیں ان کے لیے یہ حدیث اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ پیش کر رہا ہوں کہ ملّا علی قاری فرماتے ہیں مِنْ عَیْنَیْہِ اَوْ مِنْ اَحَدِھِمَا یعنی دونوں آنکھوں سے رونا ضروری نہیں ہے، اگر کسی کی ایک آنکھ پتھر کی بنی ہوئی ہے تو ایک ہی آنکھ سے رولے کیوں کہ بے چارہ دوسری آنکھ سے رونے سے مجبور ہے۔ یہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہ جلدوں کی عربی شرح مرقاۃ کی عبارت پیش کر رہا ہوں۔

خطاؤں پر رونے کی تیسری قسم

تیسری روایت ہے کہ جس کے آنسو زمین پر گر جائیں اس پر بھی جنت واجب اور دوزخ حرام ہے۔ اب کتنا روئے کہ آنسو زمین پر گریں؟ کیوں کہ کئی آنسو تو داڑھی میں لگ جاتے ہیں، زمین پر گرنے کی نوبت کیسے آئے گی؟ لہٰذا سجدہ میں روئے، اس سے زمین ہماری آنکھوں سے قریب ہو جائے گی، سجدے میں آنکھ اور زمین میں فاصلہ بہت کم رہ جاتا ہے،

۸؎ الحاقۃ: ۳۰-۳۱

جب دیکھو کہ اب آنسو آنا شروع ہوگئے ہیں تو جلدی سے سجدے میں گر جاؤ اور اللہ سے مچل جاؤ کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کی برداشت نہیں، آپ اپنی رحمت سے ہم کو معاف فرما دیجیے۔

رونے کی تمام اقسام اور رونے کے طریقے بیان کر دیے۔ اگر کسی کو رونا نہ آئے تو ایک طریقہ اور بھی ہے، جو بندے رونے والے ہوں ان کی صحبت میں رہو۔ میں سترہ سال شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا ہوں، وہ تہجد میں اتنا روتے تھے کہ دور تک آواز جاتی تھی۔ حضرت شیخ کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے بچہ اپنے باپ سے یا ماں سے لپٹ کر رو رہا ہے۔ اور جن کو کعبہ شریف میں رونا نہ آئے وہ ملتزم پر چلے جائیں، جب وہاں کئی لوگوں کے رونے کی آواز سنو گے تو خود بخود رونا آجائے گا۔ بس اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اب یہ سمجھ لو کہ لاہور کا سفر آج ختم ہو رہا ہے، کل کراچی کا سفر ہے ان شاء اللہ۔ یہ دن ایسے گزرے کہ پتا بھی نہ چلا۔

دن گنے جاتے تھے جس دن کے لیے
وَصل کا دن اور اتنا مختصر

حالاں کہ چھ دن بہت ہوتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرے اختر کو اور آپ کو۔ میری زبان کو اور آپ کے کانوں کو اللہ تعالیٰ قبول کرکے ہم سب کو سو فی صد اپنا مقبول، اپنا محبوب بنالے اور اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچا دے جہاں سے آگے ولایت ختم ہوتی ہے اور نبوت شروع ہوتی ہے۔ اے خدا! نبوت تو اب ختم ہوچکی ہے، بابِ نبوت پر تالے لگ چکے ہیں، اب کوئی نبی نہیں آئے گا، لیکن اے اللہ! آپ اپنی رحمت سے ہمیں اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک بلا استحقاق پہنچا دیجیے۔ اپنی رحمت سے دنیا بھی دیجیے اور آخرت بھی دیجیے۔ سر سے پیر تک ہماری صورت اور سیرت کو اپنے پیار کے قابل بنا کر ہم کو راحت کے ساتھ، ایمان کے ساتھ، عافیت کے ساتھ، آسانی کے ساتھ شاداں و فرحاں اور غزل خواں اپنے پاس بلائیے کہ ہم گنگناتے ہوئے آپ کے پاس آئیں۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم وز پئے جاناں بروم

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

وعظ بر مقبرہ شاہ جہانگیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

مقصدِ حیات رضائے الٰہی کا حصول ہے

زندگی کے اصل مزے اسی نے پائے جس نے زندگی دینے والے پر زندگی فدا کی کیوں کہ وہ مقصدِ زندگی پا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حیات عطا فرما کر مقصدِ حیات قرآنِ پاک میں نازل فرمادیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[۹] ہم نے تم کو اپنی بندگی اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے لہٰذا مجھ کو چھوڑ کر غلط جگہوں میں اِن (In) ہونے کی کوشش نہ کرنا کیوں کہ وہاں تم نجاست اور غلاظت ہی پاؤ گے، ان حسینوں کے چہروں کو بھی مت دیکھو، اگر تم ان کے اندر داخل ہوئے تو تم کو غلاظت اور نجاست ہی ملے گی۔ حسینوں کا یہ حسن امتحان کے لیے ہے، لا الٰہ کی تکمیل کے لیے یہ الٰہ دیے گئے ہیں تاکہ تم ان کی نفی کرو اور مولیٰ کو پاجاؤ۔ لیلاؤں کو اس لیے پیدا کیا کہ لیلیٰ سے نظر کو بچایا اور مولیٰ کو دل میں پایا، لیلیٰ بے کار نہیں پیدا کی گئی ہے، انہیں سے نظر بچانے کا غم اٹھانے سے مولیٰ ملتا ہے۔ اللہ نے اپنے راستے کی منزل کو کچھ مشکلات میں گھیر دیا ہے، جیسے پھول ہمیشہ کانٹوں میں ملتے ہیں، مولیٰ کا پھول بھی انہیں لیلاؤں کے چکر سے نکلنے سے ملے گا۔ جگر کے استاد اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی محبت کا درد کیسے پایا؟ ؎

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
ایک گل تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا

بدونِ مجاہدہ حصولِ مولیٰ محال ہے

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا کریم ہے کہ ان پر ایک پھول فدا کرو تو پورا چمن اور گلستان دے دیتا ہے، پورا گلشن دے دیتا ہے۔ جب ایک پھول دینے پر اللہ گلستان دیتا

[۹] الذّٰریٰت:۵۶

ہے تو جوان کی خاطر چمن لُٹا دیتے ہیں، سارے عالم کی لیلاؤں سے نظر بچاتے ہیں ان کو اللہ کیا دے گا؟ جن لوگوں نے ان باطل خداؤں سے اور ان باطل شکلوں سے نظر بچانے کی ہمت کرنا گوارہ نہیں کی، اللہ کی راہ میں مجاہدہ اٹھانے کی زحمت نہیں کی تو وہ خدا کی رحمت سے بھی محروم ہوئے، لیلیٰ بھی نہ پاسکے اور بُرے طریقے سے کتے اور سور کی موت مر گئے۔ اللہ کے لیے کہتا ہوں کہ کتا اور سور اس خبیث سے بہتر ہے جو خدا کے غضب کے سائے میں حرام لذت کو چشید اور کشید کرتا ہے۔ اب دلیل بھی سن لو، دلیل یہ ہے کہ سور اور کتے شریعت کے احکام کے مکلف نہیں ہیں اور ہم پر شریعت کا بار رکھا گیا ہے۔ لہٰذا جب کسی حرام لذت کا تقاضا ہو تو فوراً سوچو کہ اے ظالم! جب تک ہم حرام لذتوں میں ملوث اور مشغول رہیں گے تو آسمان پر میرے بارے میں حق تعالیٰ کے مزاج مبارک پر کیا کیفیت ہوگی؟ اللہ غضب ناک ہوگا یا خوش ہوگا؟ جب آپ ہی کے قلب سے آواز آجائے کہ اللہ انتہائی غضب ناک ہوگا تو آپ میرا یہ شعر پڑھ لیں ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
جن سے رب میرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

اور ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

دل ہمارا خدا نہیں ہے، بندے کا ہر جز بندہ ہے، بندے کا دل بھی بندہ ہے، لہٰذا دل کے کہنے پر کیوں عمل کرتے ہو؟ ہم کو **بِجَمِیۡعِ اَعۡضَاءِہٖ** اللہ پر فدا ہونا چاہیے، **بِجَمِیۡعِ اَجۡزَاءِہٖ** فدا ہونا چاہیے، **بِجَمِیۡعِ کَمِّیَّاتِہٖ** فدا ہونا چاہیے، **بِجَمِیۡعِ کَیۡفِیَّاتِہٖ** اللہ پر فدا ہونا چاہیے، **بِجَمِیۡعِ اَنۡفَاسِہٖ** فدا ہونا چاہیے یعنی ہماری ہر سانس اللہ پر فدا ہو۔

آیت حَسْبِیَ اللہُ۔۔۔الخ کی انوکھی عالمانہ و عاشقانہ شرح

ایک سوال آیا تھا کہ قرآنِ پاک میں ہے **حَسۡبِیَ اللہُ ۖ٭ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ**

تَوَکَّلۡتُ وَ ھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ [۱۰] اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لفظ رَبُّ کیوں نازل کیا فرمایا کہ میں عرشِ عظیم کا رب ہوں، وَ ھُوَ مَالِکُ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ کیوں نازل نہیں فرمایا کہ میں عرشِ عظیم کا مالک ہوں۔ اب اس کا جواب سن لیجیے۔ قرآنِ پاک میں ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اللہ تعالیٰ سارے عالم کے رب ہیں، تو عرش بھی اس عالم کا جز ہے یا نہیں؟ اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ عرشِ عظیم ہی سے سارے عالم کی پرورش فرماتے ہیں، عرشِ عظیم مجاری قضاء ہے، سارے فیصلے وہیں سے ہوتے ہیں، غریبی کے، امیری کے، بیماری کے، تندرستی کے، عزت کے، ذلت کے، ولایت کے اور فسق وفجور کے، فاسقوں کو اپنا ولی بنانے کے فیصلے بھی وہیں سے ہوتے ہیں، سارے عالم کی مخلوقات کی ربوبیت کے احکام وہیں سے اترتے ہیں، وہ مجاری قضاء ہے۔

حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ کی دعا کی برکت سے بندے کا رابطہ وہاں سے ہو گیا جہاں پورے عالم کے فیصلے ہوتے ہیں، اس دعا کی برکت سے اللہ اپنے بندے کی دنیا و آخرت کے سب غم اپنے ذمے لے لیتا ہے کہ جب تم نے مجاری قضاء سے رابطہ کر لیا ہے جہاں سے میں فیصلہ جاری کرتا ہوں، جب تم نے ہم سے رابطہ کر لیا تو پھر اب تم فکر نہ کرو، کیوں کہ ہم تمہاری دنیا و آخرت دونوں بنا دیں گے۔

وَ ھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ چوں کہ سارے عالم کی ربوبیت کے فیصلے اللہ ہی کرتے ہیں اسی لیے اس کی دنیا و آخرت بن جاتی ہے، مگر اس دعا میں یہ بھی ہے کہ حَسۡبِیَ اللّٰہُ مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے، لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ان کے سوا ہمارا ہے ہی کون؟ لہٰذا اس دعا کو صرف زبان ہی سے ادا نہیں کرنا بلکہ عملی طور پر بھی غیر اللہ سے دل نہ لگانا، یہ سمجھ لو کہ اس دعا میں یہ شرطِ خفیہ ہے، اَلشَّرۡطُ الۡمَخۡفِیُ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا سب کچھ سمجھنا اور غیر اللہ سے دل نہ لگانا۔

قلبِ عارف کی آہ وفغاں

(دورانِ بیان ایک صاحب سامنے عمارت کو دیکھنے لگے تو حضرت والا نے ان سے تنبیہاً فرمایا کہ) اِدھر اُدھر مت دیکھو، اگر میرے پاس رہنا ہے تو مجھ کو دیکھو، جب میں تقریر

[۱۰] التوبۃ:۱۲۹

کررہاہوں تو عمارت مت دیکھو، وہ عمارت افضل ہے یا اللہ کی محبت؟ پھر اُدھر کیوں دیکھ رہے تھے؟ افسوس ہے عشق و محبت کی داستان سے بے خبر ہو، عشقِ شیخ آسان نہیں ہے، مرشد کی تقریر کے وقت میں جو اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کے عشقِ شیخ میں کچھ کمی ہے، عشق کا مقام تو یہ ہے؎

نظارہ ز جنبیدنِ مژگاں گلہ دارد

نظارہ کو گلہ ہے کہ اے آنکھ تو جھپکتی کیوں ہے؟ میرے محبوب کو مسلسل مجھے دیکھنے دے۔ لہٰذا جب اللہ کی محبت کا بیان ہورہاہو تو مرشد کی آنکھوں کو بھی دیکھو، دردِ دل کو بھی دیکھو، لب و لہجہ کو بھی دیکھو، حق تعالیٰ کی تجلیات کے نزول کو بھی دیکھو، اِدھر اُدھر دیکھ کر اپنے کو محروم نہ کرو۔ صحبتِ اہل اللہ کے لیے صرف کان کافی نہیں ہیں، اگر کان کافی ہوتے تو رؤیت کی شرط نہ ہوتی کیوں کہ صحابی نبی کے دیکھنے سے بنتا ہے، صحابی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ یا تو صحابی نبی کو دیکھے یا نبی صحابی کو دیکھے۔ اس لیے کوئی نبی نابینا پیدا نہیں کیا جاتا، اگر صحابی بھی نابینا ہو اور نبی بھی نابینا ہوں تو کوئی مسلمان صحابی کیسے بنے گا؟ بعض صحابہ نابینا تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی نے ان کو صحابی بنادیا۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ ایک دن اختر اس عالم میں نہیں ہوگا، لہٰذا خوب غور سے میری باتیں سن لو، جب ہمارے بڑے نہیں رہے تو میں کیسے رہ سکتا ہوں؟ چاہے بادشاہ ہو یا غریب ہو، عالم ہو یا غیر عالم ہو سب کو ایک روز جانا ہے؎

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کے اڑ جائیں گے

میں اس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا وہ دردِ دل پیش کررہاہوں جو اختر نے اپنے اکابر اور بزرگوں سے سیکھا ہے۔ لہٰذا جلدی جلدی کوشش کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو۔ اور کچھ کام نہیں آئے گا سوائے جس سے اللہ راضی ہوگا۔ چاہے مدرسے کھولنے والا ہو یا عالم ہو یا مقرر ہو یا شیخ ہو، سارے اعمال کی بنیاد مالک کی رضا ہے اور وہی آخری منزل ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوجائیں تو بس کام بن گیا؎

میرا تو کام بن گیا میرا نصیب جاگ اُٹھا
میری طرف کو دیکھ کے شیخ نے مسکرادیا

اب آپ کو دیکھ کر شیخ کیا مسکرائے گا جب آپ اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ آیندہ کے لیے اس بے اصولی سے توبہ کرو ورنہ ناقدری کی وجہ سے بندہ نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ جو شکرِ نعمت نہیں کرتا تو سمجھ لو اس کو نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی جو اپنے شیخ کے ارشادات اور ان کے فرمودات اور ان کی معروضات اور ان کی گزارشات پر عمل نہیں کرتا تو سمجھ لو خطرہ ہے کہ اس نالائق سے اس کی نافرمانی اور مرشد کے مشورے پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مرشد چھین لیا جائے۔

خوب غور سے سن لو، قیامت کے دن میری دلیل بھی ثابت ہوگی۔ میں اپنے عاشقوں اور دوستوں سے پوچھوں گا کہ تم نے میرے مشورے پر کتنا عمل کیا تھا؟ یاد رکھو میری آہ کو رائیگاں کرنا حق تعالیٰ کے عذاب کو خریدنا ہے۔ جو اپنے شیخ اور اپنے استاد کے مشورے پر عمل نہیں کرتا، وہ راہ بر جو آپ کو صحیح راہ نمائی پیش کر رہا ہے اگر اس کے دردِ دل کی ناقدری کی، اِس کان سے سنا اُس کان سے نکال دیا، سَمِعۡنَا رہے مگر عِصَیۡنَا بھی رہے تو میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں کہ اے خدا! جس طرح آپ کے کرم نے مجھ کو دردِ دل بخشا اور ترجمان دردِ دل کے لیے زبان بخشی آپ اپنی رحمت سے مجھے وہ روحیں بھی عطا فرما دیں جو آپ کے عطا فرمودہ دردِ دل کی قدر داں ہوں، اور جو ہمارے دردِ دل کی قدر نہ کرتے ہوں ایسے نالائقوں، بے غیرتوں اور کمینوں کو اور میرے دردِ دل کی ناقدری کرنے والوں سے مجھ کو بچالیں اور ان کو مجھ سے دور کر دیں، اَللّٰھُمَّ الۡاَجَلۡ، اَللّٰھُمَّ الۡاَجَلۡ، اَللّٰھُمَّ الۡاَجَلۡ۔

میں اپنے دل میں حاصل کائنات لیے ہوئے ہوں، آپ مجھے نہیں پہچان سکتے جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو عقل نہ دے۔ اپنے شیخ کو کوئی پہچان نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو۔ میں اپنے قلب میں حاصل کائنات رکھتا ہوں، اس وقت سارا عالم میرے قلب میں ہے، کیوں کہ اختر اپنے قلب میں خالق عالم رکھتا ہے۔ اس عمارت وغیرہ کا مجھ پر کچھ اثر نہیں اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ عمارت دیں اور میں یہاں دارالعلوم قائم کروں اور ایک خانقاہ بھی بناؤں، مدرسے میں عالم بنایا جائے اور خانقاہ میں دردِ دل سکھایا جائے، اللہ کی یاد میں رونا سکھایا جائے، حق تعالیٰ کی یاد میں تڑپنا سکھایا جائے، دارالعلوم اسی کا نام ہے۔

دارالعلوم دل کے تڑپنے کا نام ہے
دارالعلوم روح کے جلنے کا نام ہے

جب تک دل میں تڑپ نہ ہو علم کا مزہ نہیں ہے۔ علم کا مزہ جب ہے جب حق تعالیٰ کی محبت کا درد عطا ہو، اور یہ درد سینۂ اولیاء سے ملتا ہے، یہ درد کتابوں سے نہیں ملتا۔ حاجی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے امام بیہقی تھے، وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اے علمائے دین! تم نے جو کچھ کتابوں میں پڑھ لیا سو پڑھ لیا، اب جاؤ اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد حاصل کرو، امّا نورِ باطن از سینۂ دُرویشاں باید جست، نبی کا علم تم نے مدرسے میں پالیا، مگر نبی کے دردِ دل کو کہاں سے لاؤ گے ؟ یہ اولیاء کے سینوں سے ملے گا، اِسے دُرویشوں کے سینوں سے حاصل کرو۔

جسے روحانی موتیا ہوتا ہے اسے اپنے شیخ کا حسن نظر نہیں آتا۔ ایک بیماری ہوتی ہے جس میں آنکھوں میں پانی اُتر آتا ہے، اسے موتیا کہتے ہیں، جب تک اس کا آپریشن نہ ہو کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح جس کی باطنی نظر میں موتیا اُتر آتا ہے اسے بھی اپنے شیخ کا پتا نہیں چلتا کہ میرے شیخ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے کس مقام سے نوازا ہے۔ یہاں تک کہ بیٹوں نے باپ کو نہیں پہچانا، من حیث العبد تو پہچانا کہ یہ میرے ابا ہیں لیکن حق تعالیٰ کے دردِ دل اور اللہ کی محبت کا جو درد اس کو عطا ہوتا ہے اس کے لیے دوسری بینائی کی ضرورت ہوتی ہے، محض چشمِ بشریت کافی نہیں ہوتی کہ میں آپ کا بیٹا ہوں، اس کے لیے چشمِ روحانیت چاہیے، دل میں آنکھیں ہونی چاہئیں۔ بس اتنا اشارہ کافی ہے، اس سے زیادہ آگے میں کچھ ظاہر نہیں کر سکتا، یہ میں نے حدودِ آدابِ بندگی کی رعایت کرتے ہوئے آپ کو کچھ اشارے دے دیے۔

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والا بنادے۔ اور اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنے اولیاء کا دردِ دل نصیب فرمادے اور ہم سب کو اتباع سنت اور شریعت کے موافق بنادے۔ اللہ تعالیٰ اختر کی زبان سے اور میرے دوستوں کی زبان سے سارے عالم میں زلزلہ، غلغلہ، دمدمہ مچادے۔ اپنی محبت کی نشریات کے لیے اختر کو، اس کی اولاد کو، اس کے احباب کو قبول فرمالے، سارے عالم میں اسفار کی طاقت عطا فرمادے، اور ایک گروہِ عاشقاں عطا فرمادے کہ اختر جہاں جائے یہ گروہِ عاشقاں اختر کے ساتھ ہو کیوں کہ اکیلے دل گھبراتا ہے، آپ دوستوں کی ملاقات کو میں نعمتِ عظمیٰ سمجھتا ہوں۔

خدائے تعالیٰ ہم کو بھی اور آپ سب کو بھی جذب کرکے اپنا بنالیں، اگر ہم اپنی نفسانیت اور نالائقیت کی وجہ سے آپ کے نہ بھی بننا چاہیں تو اے خدا! ہم کو زبردستی جذب کرلے بطفیل ان بزرگوں کے جن کا ہم نے ہاتھ پکڑا ہے، ان بزرگوں کے صدقے میں ہم کو نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فی صد اپنا بنالے۔ یہ رسالہ قشیریہ کی دعا ہے، علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے جو حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی کے ہیں۔ لاہور کے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ہم لوگوں نے ابھی حاضری دی ہے، ان دونوں بزرگوں کی ملاقاتیں رہتی تھیں۔ یہ علامہ ابو القاسم قشیری کا جملہ ہے کہ اے خدا! نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فی صد ہم کو اپنی فرماں برداری عطا فرما دیں۔ ایک کروڑ آمین اے میرے ربّ العالمین۔

بتائیے! آج اللہ کی محبت کا کیسا تذکرہ ہوا۔ میں نے اس باغ کی روح نکال لی اور روح نکال کر آپ کے دلوں میں ڈال دی، اب باغ یہیں رہنے دو اور روحِ باغ لے چلو اور وہ ہے اللہ کا ذکر۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِرُّوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہوجائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

❁❁❁❁

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے عشق و محبت کی آگ میں ایسا جلا بھنا دل عطا فرمایا تھا جس کی مثالیں خال خال ملتی ہیں۔ حضرت اقدس نے اللہ کی اس محبت کو نشر کرنے کے لیے ملک ملک کا سفر فرمایا اور سارے عالم میں لاکھوں لوگوں کو نہ صرف خدا کا دیوانہ بنایا بلکہ دیوانہ ساز بھی بنایا۔

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم
برسرِ منبر سنائیں گے ترا افسانہ ہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''قلب عارف کی آہ و فغاں'' میں اپنے دل میں اللہ کی محبت کے انمول خزانے کو جس طرح بے اختیارانہ انداز میں بیان فرمایا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آپ نے خود نہیں کہا بلکہ آپ سے کہلوایا گیا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا اعلیٰ مرتبہ ظاہر فرمانے کے لیے خود ان کے منہ سے کچھ ایسی باتیں بیان فرما دیتے ہیں تاکہ لوگ ان کا مرتبہ پہچان کر ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کریں۔

www.khanqah.org

AW-123